یورپ کی تباہی کے اسباب

از

جناب ذوقی شاہ صاحب

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا
فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ
فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا
لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى
الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ
كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ
يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ
مَثَلُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ
سَآءَ مَثَلًا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا
يَظْلِمُوْنَ ۝ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ
فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ج وَمَنْ يُّضْلِلْ

"اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنا دو کہ ہم نے اس کو اپنی نشانیاں دیں، پھر وہ ان سے نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا، سو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان نشانیوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے مگر وہ تو زمین ہی کا ہو گیا (یعنی دنیا کی جانب ٹوٹ پڑا)، اور اپنی خواہش نفسانی کی پیروی کرنے لگا تو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر بوجھ لادے تب بھی زبان لٹکا دے اور ہانپنے لگے، اور چھوڑ دے تب بھی زبان لٹکا دے (اور ہانپنے لگے) یہی حالت اس قوم کی بھی ہے جس نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا، تم اس قصہ کو انھیں سنا دو تاکہ وہ کچھ غور و فکر کریں۔ اس قوم کی حالت بری ہے جو ہماری نشانیوں کو جھٹلاتی ہے اور اپنی اس حرکت سے وہ لوگ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جس کو اللہ ہدایت کرے وہی ہدایت پاتا ہے اور جسے وہ گمراہ

فاولئك هم الخاسرون ۝
ولقد ذرانا لجهنم كثیرا
من الجن والانس لهم قلوب
لا یفقهون بها ولهم اذان لا
یسمعون بها اولئك كالانعام
بل هم اضل اولئك هم الغافلون ۝
× × × × × والذین كذبوا بایاتنا
سنستدرجهم من حیث لا یعلمون ۝
واملی لهم ان كیدی متین ۝ او
لم یتفكروا ما بصاحبهم من
جنة ان هو الا نذیر مبین ۝ او
لم ینظروا فی ملكوت السموات
والارض وما خلق الله من شیء
وان عسی ان یكون قد اقترب
اجلهم فبای حدیث بعده یؤمنون ۝
من یضلل الله فلا هادی له ویذرهم
فی طغیانهم یعمهون ۝

(الاعراف ۔ رکوع ۲۲ - و ۲۳)

کرے وہ خسارہ میں رہا۔ اور البتہ تحقیق ہم نے دوزخ
کے لئے ۔ بہت سے جن اور انسان پیدا کئے
کئے ۔ جن کے دل ہیں
مگر ان سے وہ سمجھتے نہیں، اور جن کی آنکھیں ہیں مگر وہ
ان سے دیکھتے نہیں، اور جن کے کان ہیں مگر وہ ان
سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ مثل چوپایوں کے ہیں بلکہ ان سے بھی
زیادہ گمراہ۔ یہ لوگ غافل ہیں × × × × × × × ×
اور جو لوگ ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں ہم تدریج
ان کو اس طرح لئے جاتے ہیں کہ انھیں خبر بھی نہیں
ہونے پاتی اور میں ان کو ڈھیل دیتا ہوں (مگر) میری
تدبیر نہایت مضبوط ہے۔ کیا وہ لوگ غور نہیں کرتے
کہ (پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی اچھی تعلیم دی
اور ایسی اچھی تعلیم دینے والے) صاحب میں ناممکن
ہے کہ ذرا سا بھی جنون ہو۔ بلکہ وہ تو صاف صاف
(بری باتوں کے نتائج بد سے) ڈرانے والے ہیں۔ کیا
وہ لوگ اس بادشاہت پر بھی نظر نہیں ڈالتے (اور
غور نہیں کرتے) جو آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی
ہے اور جو ہر اس چیز پر حکمران ہے جو اللہ تعالی نے
پیدا کی، اور کیا اس بات کا امکان بھی ان کے ذہن میں نہیں آتا کہ ان کی اجل ہی قریب آ گئی ہو۔

پھر اس کے ماوراء یہ لوگ اب کس بات پر ایمان لاویں گے جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لاسکتا۔ ایسوں کو جو ان کی سرکشی کے وہ گمراہی میں بھٹکتا اور سرگردان چھوڑ دیتا ہے۔"

تمدن جدید کی اس ہوش اوڑا دینے والی روشنی میں، تہذیب وشائستگی کے طول طویل دعووں کی اس بلند آہنگی میں، سائنس اور حکمت کے اس نظرفریب دور میں امن وامان کا چیخ چیخ کر کلمہ پڑھنے والی اس بیسویں صدی میں یورپ کی سنہ ۱۹۱۴ء والی خونخوار اور خوفناک جنگ کیسے وقوع میں آگئی جو اپنی خونخواری میں اپنی نظیر آپ ہی ہے اور جس کے تباہ کن اثرات سے ساری دنیا چیخ اٹھی؟ سمندر میں آگ لگائی گئی، خشکی پر موت برسائی گئی، خدا کی پیدا کردہ پاک صاف حیات بخش حیات پرور ہوا زہر سے بجھائی گئی۔ آب دوز کشتیوں نے مچھلیوں تک کو چین نہ لینے دیا، توپوں اور ہوائی جہازوں نے چرند پرند اور کیڑوں مکوڑوں تک کو آرام نہ کرنے دیا۔ کمزور عورتیں اور معصوم بچے تباہ ہو گئے۔ بے گناہ انسان کثیر تعداد میں فنا کی وادی میں دھکیل دیے گئے اندھوں لولوں لنگڑوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا۔ پبلک کا روپیہ بجائے امور منفعتِ عامہ میں صرف ہونے کے کروڑوں نہیں بلکہ اربوں کی مقدار میں گولی بارود میں پھونک دیا گیا، زہریلی گیس میں اُڑا دیا گیا۔ اللہ کی زمین کو ویران کیا گیا۔ دنیا کو مفلس ونادار، مصیبت زدہ بنا دیا گیا۔ یہ سب کچھ آخر کیوں ہوا اور تہذیب وشائستگی کے نام پر جدید اور انوکھے معنی کا یہ لباس کس اٹل ضرورت کی بنا پر پہنایا گیا؟ پھر میدان جنگ کی ہیبت ناک خونریزیوں کے ختم ہوتے ہی دنیا میں چاروں طرف اقتصادی اور تجارتی جنگ کی گرم بازاری کیوں شروع ہو گئی اور دنیا کو چین لینے اور چین سے بیٹھنے کا موقع کیوں اب تک نہ مل سکا؟ سب سے زیادہ حیرت انگیز بات جو قابل استفسار ہے یہ ہے کہ مغربی دنیا نے اس جنگ سے اب تک کماحقہ کوئی مفید سبق کیوں نہ حاصل کیا اور چپکے چپکے ایک دوسری جنگ کی تیاریاں کیوں عمل میں آرہی ہیں جو پہلی جنگ سے بھی بہت زیادہ خونخوار اور بھیانک ثابت ہونے کی دھمکی دے رہی ہے؟۔

یہ سچ ہے کہ لڑائیاں اس دنیا میں پہلے بھی ہو چکی ہیں۔ لوٹ مار اور کشت و خون کی نوبت پہلے بھی بارہا آچکی ہے، زمین کے محدود حصوں کے عارضی حکمران پہلے بھی آپس میں سر ٹکرا چکے ہیں۔ مگر اے یورپ کے باشندو! اور اے یورپ کے باشندے ہونے پر فخر کرنے والو! وہ زمانہ تو اتنا ترقی یافتہ نہ تھا جتنا ترقی یافتہ کہ تم اپنے زمانہ کو قرار دیتے ہو وہ لوگ تو تمہارے نزدیک وحشی یا نیم وحشی تھے۔ ان کا تمدن تو تمہاری نگاہ میں بہت گرا ہوا تھا۔ تم اپنے نزدیک اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ، اعلیٰ درجہ کا ترقی یافتہ، اعلیٰ درجہ کا حریت پسند، آزادی کا عاشق، امن و امان کا دلدادہ، منصف مزاج، انصاف پرور، مساوات کا حامی، جمہوریت پرور، شیدا، اور خون ناحق کا دشمن سمجھتے ہو، تم کیوں جنگ کے وحشیانہ گڑھے میں کود پڑے؟ تم نے کیوں اپنے سائنس کے بل بوتے پر اپنے سائنٹفک ایجادات کی مدد سے (جن کو تم نے بقول خود خلق کی نفع رسانی کے لئے ایجاد کیا تھا) انسانی خون کی وہ ندیاں بہائیں جنہیں دیکھ کر تاریخ گذشتہ کے خونیں اوراق زرد پڑ گئے؟ تمہیں تو اپنی اعلیٰ ترقیوں پر وہ ناز ہے کہ تم اپنے لئے مذہب کی ضرورت ہی کو تسلیم نہیں کرتے خدا کی رہنمائی ہی کو ضروری قرار نہیں دیتے۔ خدا کے وجود تک کے منکر ہو۔ یا کم از کم ذات باری کی ہستی کے متعلق شک و شبہ میں گرفتار ہو تمہارے نزدیک مذہب ایک ڈھکوسلہ ہے، خبط ہے، توہم پرستی ہے۔ صرف نیم وحشی اقوام کو ڈرا دھمکا کر سیدھا رکھنے کا ایک بہانہ ہے۔ تم اپنی ہستی کو اس درجہ برتر سمجھتے ہو کہ مذہب کی ضرورت سے تم نے اپنے کو مستغنی قرار دے رکھا ہے۔ مذہب اور صحیح معنوں میں روحانیت سے تم کو نفرت ہے، اور باوجود ان عقل پرور چیزوں سے بے تعلقی کے تم اپنے کو عقلمند سمجھتے ہو۔ تم یہ بھی نہیں جانتے کہ عقل ایک روحانی چیز ہے جسمانیت اور مادیت سے اسے کوئی سروکار نہیں۔ ایک مٹی کی مورت بناؤ۔ اینٹ چونے پتھر کا ایک بت تیار کرو مضبوط فولاد کا ایک مجسمہ بنا کر کھڑا کر دو اور کل پرزے لگا کر اسے متحرک کر دو۔ برقی قوت اور مشینوں کے ذریعہ سے اس کے ہاتھ پیروں سے کام لینا شروع کر دو۔ گراموفونی پرزے اس کے پیٹ میں لگا کر اسے بولتے ہوئے انسان کے مشابہ بھی کسی نہ کسی حد تک بنا دو۔ یہ سب کچھ تم کر گذرو گے۔ مگر اس میں عقل انسانی کسی طرح نہ پیدا کر سکو گے

تمہارا سائنس اور تمہاری ترقیاں، اور تمہارا تمدن تو آجکل اچھے خاصے انسانوں کو بے عقل مگر اوقات کی پابند ورڈ سپلین کی پابند مشینیں بنا رہا ہے تم بھلا ایک مشین کو عاقل بالغ انسان کیا بنا سکو گے۔
عقل کے محکمہ سے تو ابتک تمہیں سابقہ ہی نہیں پڑا۔ یہ سچ ہے کہ ان بے حس مگر باحرکت مشینوں کے بنانے میں تمہیں کسی قدر عقل ضرور خرچ کرنی پڑتی ہے اور نہ صرف وہ تھوڑی سی عقل جو تم رکھتے ہو بلکہ تمہارا اس دنیا میں زندہ ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ تم میں بھی روح ہے اور تم علاوہ اس جسم خاکی کے روح بھی رکھتے ہو، مگر اس روح کی طرف سے تمہاری بے التفاتی اور اس کے متعلق تمہارا جہل اور اسکی اصلی غذا سے تمہارا اسے محروم رکھنا تمہاری عقل کی موجودہ خرابیوں کا باعث ہے گو تم تسلیم نہ کرو مگر عملاً تمکو بھی روح سے ایک تعلق ہے اگرچہ وہ تعلق نہایت ضعیف و محدود ہے۔ تم کو روح سے بس اتنا ہی واسطہ ہے کہ وہ تمہارے جسم کو زندہ رکھتی ہے۔ روح کی طرف سے تمہاری بے اعتنائی کے یہی معنی ہیں کہ روح میں عالم ارواح سے متعلق جو کمالات پیدا کرنے کی صلاحیت ہے ان سے تم بالکل اجنبی ہو۔ مگر جہاں روح کے وہ افعال ہیں جو عالم بالا سے متعلق ہیں وہاں اس کا ایک فعل یہ بھی ہے کہ وہ کچھ عرصہ تک تمہارے جسم عنصری کو اس دنیا میں زندہ رکھتی ہے بس روح کے اسی ایک فعل سے تمہیں عملی تعلق ہے خواہ تم اس تعلق کو خیال میں نہ لاؤ اور اس کا اعتراف نہ کرو، اور اس معنی میں باوجود نہ جاننے اور نہ ماننے کے روح سے تمہارا ایک محدود تعلق ہے جس قدر روح سے تمہارا تعلق محدود ہے اسی قدر تمہاری عقل کا فعل بھی محدود ہے۔ اور جس قدر تم اپنی عقل کے فعل کو محدود کرتے جاتے ہو اسی قدر تمہاری عقل سکڑتی جاتی ہے سائنس اور آرٹس میں جو ترقیاں تم کر رہے ہو وہ عقل کی محدودیت ہی کا نتیجہ ہیں، اور فوق المادہ اور مابعد الطبیعی امور میں جو تمہاری نگاہ کام نہیں دیتی وہ بھی تمہاری عقل کی محدودیت کا نتیجہ ہے پچھلی بات کا سمجھ لینا آسان ہے مگر ممکن ہے کہ پہلی بات کے سمجھنے میں یعنی یہ سمجھنے میں کچھ اشکال پیش آئیں کہ عقل کی محدودیت کا نتیجہ سائنس اور آرٹس کی ترقی کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس لئے یہ بات ذرا مزید تفصیل کی محتاج ہے۔

عالم ارواح کے مقابلہ میں عالم اجسام یا عالم مادۂ کثیف نہایت تنگ وتاریک اور نہایت درجہ محدود ہے۔ تم نے اپنے میدان عمل کو مادیت کی چہاردیواری میں محدود کر رکھا ہے اور ظاہر ہے کہ محدود احاطہ میں محدود قوت خوب کام دیتی ہے۔ ایک معمولی چراغ لو اور رات کے وقت اسے ایک وسیع اور کھلے ہوئے میدان میں رکھدو۔ اس کی روشنی اس میدان میں بالکل کام نہ دیگی۔ وہ چراغ شب تاریک میں اس میدان میں صرف ایک جگنو کی طرح چمکیگا جو باوجود خود روشن ہونے کے میدان کو روشن نہ کر سکے گا۔ مگر اس چراغ کو لاکر کسی چھوٹی سے بند کوٹھڑی میں رکھدو۔ ساری کوٹھری روشن ہوجائے گی۔ میدانوں میں بیشمار جگنوں شب تاریک میں چمکتے پھرتے ہیں۔ مگر تاریکیٔ شب کو دور نہیں کرسکتے۔ لیکن ایک جگنوں بئے کے گھونسلے کو روشن کر دیتا ہے۔

اے ترقی جدید کے متوالو! تمہاری عقل کے جگنوں عالم ارواح کی فضائے بسیط میں کام نہیں دیتے مگر مادیت کے بئے کے گھونسلے کو روشن کر دیتے ہیں۔ ہمارے لیمپ کی روشنی اعلیٰ تر مناظر کی سیر میں مصروف ہے۔ وہ بئے کے گھونسلے کو بھی باہر سے دکھلا رہی ہے اور اس کے طول وعرض کو بھی تبلا رہی ہے۔ مگر گھونسلے کے اندر جانا نہیں چاہتی۔ اب تم سمجھ گئے ہوگے کہ ارباب روحانیات نے اگر ہوائی جہاز ایجاد نہیں کئے اور جدید آلاتِ ہلاکت کے ذریعہ خلق اللہ پر موت کی دھواں دھار بارش نہیں کی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عقل وفہم وادراک میں وہ حضرات تم سے بہت زیادہ بڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ اور نہ یہ لازم آتا ہے کہ تمہاری محدود وکمزور اور ناقص عقل تم لوگوں کی صحیح رہنمائی کر رہی ہے۔

تمہارا فہم ناقص جس ترقی پر ناز کر رہا ہے اور تمہارے کوتاہ اندیش مشرقی مقلد جس ترقی کی نقل اوتارنا اپنا معراج سمجھتے ہیں، اگر انصاف سے دیکھا جائے تو وہ ترقی بنی نوع انسان کے لئے مصیبت عظیم ثابت ہورہی ہے۔

تمہارے تمدن نے مشکلات زندگی کو بڑھا دیا، کشمکش ہستی کو سخت کر دیا، تنازع للبقاء کو بہت زیادہ

تلخ بنادیا تمہارے ممالک میں ایک طرف انتہا درجہ کا تمول انتہا درجہ کی خود غرضی کے ساتھ اور انتہا درجہ کی وحشیانہ قوت انتہا درجہ کی رعونت وخود پرستی کے ساتھ اپنے غلبہ کے نشہ میں سرشار ہے، تو اس کے ساتھ ہی بلکہ اسی کے سایہ میں دوسری طرف انتہا درجہ کا افلاس انتہا درجہ کی مصیبت بے بسی اور کس مپرسی کی اعضا شکنی میں مبتلا ہو کر پہلے حسرت وتمنا کے ساتھ دولت کا منہ تکتا ہے، پھر مایوس ہوتا ہے، پھر مجبور ہوکر نہایت خونخوار بغاوت پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ ان حالات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ تمہارے دولتمند چین سے بیٹھنے پاتے ہیں نہ تمہارے مفلس اور مزدوری پیشہ لوگ صبر وقناعت کی دولت سے متمتع ہوسکتے ہیں معیار زندگی تم نے بلا وجہ اور بلا ضرورت اس قدر بڑھا دیا ہے، ضرورت زندگی میں اس درجہ لایعنی اضافہ کردیا ہے، فضول خرچیوں کو اپنی کوتاہ نظری سے لوازمات زندگی میں شامل کرلیا ہے کہ اب امراء کے لئے اپنی وجاہت کا برقرار رکھنا اور غربا کے لئے اپنی ہستی کا قائم رکھنا دشوار ہوگیا ہے مصنوعات میں زیادتی ہے مگر تجارت میں انحطاط۔ بازاروں میں مال کی کثرت ہے مگر خریداروں کی قلت۔ تم اپنے ان ہی پرانے غلط اصولوں پر قائم رہکر نئی نئی تجویزیں سوچتے ہو، نئے نئے اعلانات شائع کرتے ہو، اپنی رعایا کو مطمئن کرنے کے لئے نئے نئے وعدے کرتے ہو، سکہ کی قیمتوں میں اپنی مصلحتوں کی بنا پر کتر بیونت کرتے رہتے ہو، چند وقتی عارضی اور سطحی نتائج پر اپنے دل کو طفل تسلی دے لیتے ہو، مگر واقعات کی دنیا میں کوئی تسلی بخش اور اطمینان پیدا کرنے والی تبدیلی نہیں واقع ہوتی۔

ہمسایہ ممالک کے باہمی مناقشات رشک حسد اور کینہ کی آنچ میں گرم ہوکر عداوت کی صورت اختیار کرلیتے ہیں۔ اور تمہارے آپس کے جا وبیجا مقابلوں اور جائز وناجائز مسابقت باہمی نے تمہیں اور ساری دنیا کو اور بھی زیادہ بے چین کر رکھا ہے۔ تم میں سے ہر قوم اپنی ہمسایہ قوموں بلکہ دنیا کی تمام دیگر اقوام کو اپنے مقابلہ میں ذلیل سمجھتی ہے جس کی وجہ سے اس دنیا میں عام اخوت انسانی کا پیدا ہونا ناممکن ہوگیا ہے۔ باوجود تقریروں اور تحریروں کے میدان میں حریت اور آزادی کا نہایت

اونچا جھنڈا بلند کرنے کے تمہیں کالے گورے میں امتیاز کے مرض ہی سے ابھی تک نجات حاصل نہیں ہوئی
ہم قوم اور غیر قوم، ہوم (Home) اور فارن (Foreing) اپنے اور پرائے کی
تفریق تمہیں متفرق ومنتشر کئے ہوئے ہے جس طرح اپنے علم اور سائنس کی قوت سے تم نے گذشتہ جنگ یورپ کو
خونخواری اور بہیمیت میں جنگ ہائے گذشتہ سے بڑھادیا اسی طرح اسی علم اور سائنس کی بڑھتی ہوئی قوت
کی بدولت تمہارے ممالک میں جرائم کی نوعیت و روز افزونی کی بھی قرون ماقبل میں نظیر نہیں ملتی -
سائنٹفک آلات سے چوریاں ہوتی ہیں - سائنٹیفک ایجادات سے قفل شکنیاں عمل میں آتی ہیں - ادویہ جدیدہ سے
مسروق بیہوش کئے جاتے ہیں - موٹر پر سوار ہو کر ڈاکے ڈالے جاتے ہیں - دولتمندوں کے معصوم بچے چوری ہو جاتے
ہیں اور مار ڈالے جاتے ہیں اور مجرموں کے گرفتار کرنے میں پولس ناکام رہتی ہے انصاف کو تم نے اتنا گراں
کر دیا ہے کہ غربا اسے خریدنے سے عاجز ہیں -

تمہارے اس حیاسوز اور اخلاق شکن تمدن میں عورتوں کے مسئلہ نے اس درجہ نزاکت اختیار کرلی
ہے کہ تم خود بھی چکر میں آ رہے ہو، نسوانی بے باکیاں اور سینہ زوریاں تمہاری زندگی کو تلخ کر رہی ہیں تمہاری
خانہ داری کو برباد کر رہی ہیں، تمہاری اولاد کی پرورش اور تربیت میں مشکلات پیدا کر رہی ہیں، اور تمہاری
سوسائٹی کے شیرازہ کو درہم و برہم کر رہی ہیں - نیم برہنگی فیشن میں داخل ہوتی جاتی ہے جسے تم بیک ٹو نیچر
(Back to nature) یعنی "مراجعت بہ فطرت" سے تعبیر کرتے ہو - باوجود اس بڑھتی ہوئی
برہنگی اور اس تقلیل لباس کے درزی کا بل اور پف پوڈر، لپ اسٹک ( ) اور
اس نوع کی دیگر چیزوں کے اخراجات شوہروں کے دیوالے نکال رہے ہیں - نکاح سے بیزاری، طلاق
کی گرم بازاری، مزید برآں توالد و تناسل کی راہ میں روڑے اٹکانے کی جدید کوششیں ثابت کرتی ہیں کہ یورپ
کی نگاہ میں بنی نوع انسان کی وہ وقعت نہیں جو وقعت کہ مشینوں کو حاصل ہے - جن کے نزدیک مشینیں انسان
کا کام دینے کے لئے کافی ہیں ان کے نزدیک دروزہ کی تکالیف میں کسی کا مبتلا ہونا مشقت لاحاصل ہے یہ سائل

نسوانی کی پیچیدگیوں نے افسوس ہے کہ جدید یورپ کے معیار شرافت کو بدل ڈالا۔

تم نے ایک عرصہ تک اپنے کو اور دوسروں کو اس مغالطہ میں رکھا کہ تمہارا طرز حکومت مائل بجمہوریت ہے۔ حالانکہ فرمانروائی کا لطف حقیقتاً تم میں کی کسی نہ کسی اعتبار سے جماعت غالب ہی کے حصے میں آتا رہا اس کا جو لازمی نتیجہ ہوناتھا وہ ہوا یہاں تک کہ تم کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ جمہوریت ناکام رہی۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈکٹیٹر شپ کے نام سے اب پھر شخصی حکومت جمہوریت کی جگہ لے رہی ہے۔ بیچارہ ہندوستان، مفلس ہندوستان، عقل سلیم سے معرا ہندوستان، یورپ کا پسخوردہ کھانے والا موجودہ ہندوستان، اب جبکہ دنیا نے جمہوریت کے خلاف فیصلہ سنادیا، جمہوریت کی طلب و تمنا میں ٹھنڈی آہیں کھینچ رہا ہے۔

سٹی ٹیمپل لنڈن کے ڈاکٹر ایف۔ ٹی۔ نارووڈ (Dr. F. T- Norwood) جو دنیا کی سیاحت میں مصروف ہیں آج کل ہندوستان آئے ہوئے ہیں۔ حال میں انہوں نے ریاست ٹرانکور کے صدر مقام ٹراونیڈ ورم میں ایک تقریر کی ہے جس کے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں یہ تقریر ۶ر نومبر ۱۹۳۳ء کے ٹائمس آف انڈیا میں شائع ہو چکی ہے۔

"دنیا میں آجکل جو تباہی رونما ہے وہ ان تمام تباہیوں سے مختلف ہے جو اس سے قبل دنیا میں پیش آچکی ہیں ساری دنیا آج کل جس تباہی میں مبتلا ہے اس کا باعث نہ تو افلاس ہے نہ کمزوری بلکہ اس کا باعث انتہای تمول اور انتہائی قوت ہے۔ زمانہ ماقبل کے لوگوں پر سیلاب اور قحط کی بدولت تباہیاں نازل ہوئیں مگر ان تباہیوں میں ان لوگوں پر وہ شدید مصیبتیں نہیں ٹوٹیں جو آج لوگوں پر ٹوٹ رہی ہیں۔ پہلے انسان کو سائنس پر کبھی اتنی کامل دسترس حاصل نہ ہوئی تھی جتنی کہ اب اسے حاصل ہے نہ کبھی اس سے قبل مصنوعات کی تیاری اور فراہمی کی قوت میں انسان کو وہ کمال حاصل ہوا تھا جو کہ آجکل اسے حاصل ہے۔ مگر باوجود

ان تمام باتوں کے دنیا جس شدید مصیبت میں آج مبتلا ہے ایسی پہلے کبھی مبتلا نہ ہوئی تھی اس کا سبب یہ ہے کہ اشیاء کی پیداوار بہت زیادہ اور ان کا نکاس بہت کم ہے۔

لوگوں نے روپیہ کو بہت زیادہ عزیز رکھنا شروع کر دیا ہے جس کا یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ غربا و مساکین کے روٹی کپڑے تک کا انتظام نہیں کیا جاتا۔ افریقہ میں کیپ ٹون سے لیکر ممباسہ تک خشک سالی کی وجہ سے دیسی آبادیاں شدید اور دردناک افلاس میں مبتلا ہیں۔ مگر اسی ملک میں کمبرلی کی ہیرے کی کانیں تول میں آجکل اس قدر بڑھ رہی ہیں کہ پہلے کبھی ایسی حالت نصیب نہیں ہوی۔ جو کیفیت کہ ہیرے کی افریقہ میں ہے وہی کیفیت چائے کی دوسرے ملک میں اور فواکہات کی تیسرے ملک میں ہے درانحالیکہ غربا سب جگہ یکساں طور پر افلاس اور شدائد میں مبتلا ہیں۔

"جبتک کہ انسان قوانین فطرت کی مخالفت کرتا رہے گا موجودہ مصیبتوں کا خاتمہ نہ ہوگا۔ یورپ کی جنگ عظیم مصائب دنیا کے متعلق جہل انسانی کا ایک نہایت مہیب مظاہرہ تھی۔ اس جنگ کو ختم ہوئے پندرہ سال گذر چکے ہیں گر آج بھی ہر شخص اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ اب بھی ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ ایسا وحشیانہ برتاؤ کر رہا ہے کہ اس کے مقابلہ میں جنگل کے رہنے والے وحشیوں کے قوانینِ اخلاق زیادہ مستحق عزت و احترام معلوم ہوتے ہیں۔ بعض اقوام کا بھی باہمی برتاؤ آجکل بالکل وحشیانہ ہے۔ روس نے ایک جدید اقتصادی تنظیم کی بنیاد ڈالکر تمام دنیا کی جڑوں کو ہلا ڈالا۔ جرمنی کو بالکل نہتا بنا کر اس کی فوجی قوت کو نیست و نابود کر دیا گیا ہے۔ مگر باوجود اس کے گذشتہ چودہ سال سے یورپ کی متفقہ پالسی یہی چلی آ رہی ہے کہ جرمنی کو اور بھی زیادہ پامال کیا جائے۔ اور اب یہ ہو رہا ہے کہ اس کے جواب میں اس ملک میں بھی ایک زبردست خونخوار قومی لہر دوڑ رہی ہے

جاپان نے بوجہ اپنے ملک کے گٹھے ہوئے ہونے کے، نیز بوجہ اس کے کہ جنگ عظیم نے تمام دنیا کو تھکا ڈالا ہے اور مضمحل کر رکھا ہے بہت بڑا نفع حاصل کیا، اس نے دنیائے جدید پر براہ راست حملہ کر دیا اور اقوام عالم کی متفقہ ناراضی کا جواب اپنی فوجی قوت کے مظاہرہ سے دیا ++ ++

"موجودہ مصائب کے دفعیہ کے لئے دو باتیں نہایت ضروری ہیں۔

"ایک یہ کہ بجائے اس کے کہ صنعت و حرفت کو دولت کا خادم بنایا جائے، دولت کو صنعت و حرفت کا خادم بننا چاہئے۔

"دوسرے یہ کہ انسان کو انسان کے ساتھ عدل و رحمدلی و شفقت و محبت کا برتاؤ کرنا چاہئے اور اپنے خدا کے سامنے عجز و انکسار کے ساتھ دبکر اور بھکر چلنا چاہئے۔"

اقتباسات مندرجہ بالا نمونہ ہیں ان خیالات کا جو تم ہی میں کے چند لوگ، تمہارے ہی ملک کے رہنے والے، تمہاری ہی تعلیم و تربیت میں نشو نما پائے ہوئے، تمہاری اندرونی حالت سے پوری طرح باخبر، صحیح واقعات سے متاثر اور ان کے نتائج بد سے خائف ہو کر ظاہر کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ تم خود بھی اپنی کمزوریوں اور خرابیوں سے واقف ہوتے جاتے ہو تمہیں بھی اب نظر آنے لگا ہے کہ تمہارا تمدن تمہیں کس جانب لیجا رہا ہے۔ اپنی ناکامیوں کا تم بارہا تجربہ کر چکے ہو۔ لیگ آف ویشنز کی مجبوریوں اور بے بسیوں کا اپنی آنکھ سے مشاہدہ کر رہے ہو۔ ڈس آرمامینٹ کانفرنس کو ناشاد و نامراد ہچکیاں لیتا اور دم توڑتا دیکھ رہے ہو۔ اور آنے والی مصیبتوں کے دفع کرنے کی تم اپنے میں کوئی قابل اعتماد قوت نہیں پاتے۔ باوجود ان تمام باتوں کے تم اب تک اس زبردست ہستی کی جانب مائل نہیں ہوتے جو حقیقتاً تم پر حکومت کر رہی ہے، جو تمہارے منصوبوں کو الٹ دیا کرتی ہے، جو تمہارے تخمینوں کو غلط ثابت کر دکھاتی ہے، اور جو تمہاری فرعونیت کے سر پر ہتوڑوں پر ہتوڑے برساتی چلی جاتی ہے۔

باوجود اس عقل و دانش کے جسکا تمہیں بڑا گھمنڈ ہے، تم کائنات پر نظر ڈالتے ہو مگر خالق کائنات

کی جانب تمہاری نظر نہیں جاتی، قانون قدرت کو مانتے ہو مگر قانون ساز کو نہیں مانتے، اپنے چاروں طرف افعال کا مشاہدہ کرتے ہو مگر فاعل کو نہیں دیکھتے، مجاز میں ڈوبے ہوئے ہو، حقیقت پر نظر نہیں جاتی، سایہ کے پیچھے دوڑتے ہو، اصل کی جانب رخ نہیں کرتے۔ آیات مندرجۂ بالا میں اللہ کی نشانیوں کی تکذیب، اور اخلد الی الارض اور واتبع ہواہ سے اسی جانب اشارہ ہے۔

تمہاری یہ کوتاہ نظری تمہاری تمام کمزوریوں، تمام خرابیوں، تمام ناکامیوں، اور آیندہ آنے والی تمام تباہیوں کا باعث ہے۔ تمہاری تمام خرابیوں کی جڑ نفسانیت ہے۔ نفسانیت سے خود غرضی پیدا ہوتی ہے۔ خود غرضی سے جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ جھگڑوں سے آپس میں پھوٹ پڑ جاتی ہے اور یہ پھوٹ آگے چل کر ایسی ایسی صورتیں اختیار کرلیتی ہے جیسی کہ ۱۹۱۴ء کی خونخوار اور تمدن سوز جنگ۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰىٓ اَنْ تَعْدِلُوْا ۔ (النساء - ۲۰)

”پس تم خواہش نفس کا اتباع نہ کرنا کہ اعتدال سے تجاوز نہ کر بیٹھو۔“

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (صٓ ۲)

”خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرنا۔ وہ تم کو خدا کے راستے سے (جو کہ صحیح اور اصلی راستہ ہے) بھٹکا دیگی۔“

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۔ (الجاثیہ - ۳)

”کیا تم نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا خدا بنا رکھا ہے اور (بسبب اس کے) باوجود اس کے علم رکھنے کے اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کردیا ہے اور اس کی سماعت اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی بینائی پر پردہ ڈالدیا ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ کے (اس فعل کے) بعد کون اسے راہ راست پر لائے پس کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔“

اس میں ذرا بھی شبہ کی گنجایش نہیں کہ جو لوگ نفس کے غلام ہیں، جنھوں نے خواہش نفس کو اپنا

معبود بنا لیا، جو اپنے دل کا چاہا پورا کرنے کی کوشش میں رات دن منہمک رہتے ہیں گو اس میں انھیں کامیابی مطلق نصیب نہ ہو، راہ راست سے بہت دور ہیں اور جبتک وہ اپنی اس روش کو نہ بدلیں راہ راست پر آ بھی نہیں سکتے ان کی علمی ترقیاں، ان کی سائینٹفک ایجادات، اُن کی بحری و بری فوجی قوتیں اُن کی حکمت عملی اور سیاسی تدبیریں، اُن کی لیگ (ورکانفرنسیں غرضکہ اُنکی کوئی چیز ضلالت و گمراہی کی تباہی سے انہیں محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ اللہ کے کئے ہوئے کو کوئی رد نہیں کر سکتا جب اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں گمراہ کر دیا تو پھر کوئی چیز اُن کی ہدایت کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ ہدایت و ضلالت مثل زندگی اور موت کے حق تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں اسی نے زہر میں مار ڈالنے کی قوت رکھدی جس نے ہیڈروسینک ایسڈ کھا لیا اُسے یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا کسی میں طاقت نہیں کہ اُسے بچا سکے۔ اسیطرح جس نے اپنے نفس کو اپنا معبود بنا لیا اسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا اب کس میں یہ طاقت ہے کہ اسے راہ راست پر لا سکے۔ تاریخ شاہد ہے کہ تمام گذشتہ قومیں نفس پرستی ہی کی بدولت تباہ ہوئیں۔ اسی نفس پرستی کی بدولت یورپ بھی بہت تیزی اور بہت سرعت کیساتھ تباہی کے گڑھے میں جا رہا ہے۔ جبتک وہ نفس پرستی سے توبہ نہ کرے اس کے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ یہ حق تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ "اور تیرے پروردگار کا کلام صدق و عدل کے اعتبار سے کامل ہے، اس کے کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے"۔ (الانعام۔ ۱۴)

یورپ والو! کیا تم یہ کہتے ہو کہ ہم تو حب الوطنی اور قوم پرستی میں شہرہ آفاق ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں ملک اور قوم کے لئے کرتے ہیں۔ ملک کے لئے خون بہاتے ہیں۔ قوم کے لئے سر کٹاتے ہیں۔ تمہاری یہ قربانیاں نفسانیت اور خودغرضی پر کیوں کر محمول ہو سکتی ہیں؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ تمہاری ملک و قوم پرستی تمہاری نفسانیت کا اظہار اور ایک وسیع پیمانہ پر خودغرضی ہے اور اس کے سوائے کچھ بھی نہیں تعلیم یافتہ اور ذرا سمجھدار دنیاداروں سے اسی نوع کی خودغرضی کا اظہار ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی

سمجھدار شخص جہاز پر سفر کر رہا ہے اور وہ جہاز کسی خطرہ میں آگیا ہے تو سمجھدار مسافر اپنی ذاتی سلامتی اسی میں دیکھیگا کہ پورے جہاز کو تباہی سے بچانے کی کوشش میں مصروف ہو جائے۔ جہاز اور جہاز والوں کو ہلاکت سے بچانے میں وہ شخص صرف اپنی سلامتی ڈھونڈ رہا ہے۔ اگر اس جہاز کے بچانے میں مسافروں سے لدے ہوئے دس دوسرے جہاز ڈوبتے ہیں تو ڈوبیں۔ اسے تو صرف اپنے جہاز کی سلامتی مقصود ہے۔ اس کی یہ خواہش خودغرضی سے مبرا کیونکر ہو سکتی ہے؟ یہ دوسری بات ہے کہ یہ خودغرضی کسی قدر عقلمندی پر مبنی ہے اور ان جاہلوں کی سی خودغرضی نہیں جو کسی خطرہ کو دیکھکر بجائے اس کے کہ سب ملکر اس خطرہ کے دفعیہ کی کوشش میں مصروف ہو جائیں نفسی نفسی پکارنے لگتے ہیں اور اپنے ذاتی اور شخصی نفع کی لالچ میں محض جہالت سے آپس ہی ایک دوسرے کے درپئے آزار ہو جاتے ہیں۔ بہر نوع عقلمندی پر مبنی ہو یا حماقت پر، اخلاقی اعتبار سے خودغرضی ہمیشہ خودغرضی ہی رہیگی اور ایک ہی نام سے پکاری جائے گی۔ بلکہ اغلب ہے کہ تعلیمیافتہ اور چالاک لوگوں کی خودغرضی دوسروں کے حق میں زیادہ خطرناک اور مضرت رسان ثابت ہو۔

اہل مغرب کی خودغرضی تعلیمیافتہ اور سمجھدار دنیا داروں کی سی خودغرضی ہے وہاں کے چھوٹے چھوٹے ملک کے رہنے والے اپنے چھوٹے سے ملک کو تھوڑا سا فائدہ پہنچانے کی لالچ میں کسی بڑے ملک کو یا بڑے بڑے ممالک کو بڑے سے بڑا نقصان پہنچا دیں تو وہ لوگ قوم پرستی کے مذہب کے تحت میں اپنی اس حرکات کو بالکل جائز سمجھیں گے۔ ہر قوم اپنی سرسبزی کے لئے دوسری قوموں کو ویران کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتی ہے۔ ایسی صورت میں دنیا میں امن و امان کے قیام کا یقین کیونکر ممکن ہے؟

یورپ سچے خدا کے سامنے سر نہیں جھکاتا مگر قوم پرستی کے اس جھگڑالو بت کے آگے سجدہ میں پڑا رہتا ہے۔ وہاں کے بعض سمجھدار لوگ اس بت کو توڑنا تو نہیں چاہتے مگر ہر قوم کے مختلف طبقوں کی کانفرنس منعقد کرکے ایک بین الاقوامی مفاہمت اور باہمی سمجھوتہ پیدا کر لینا چاہتے ہیں

جس سے یورپ کے امن میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ جاتا رہے۔ مگر ہر قوم پر خود غرضی کا بھوت اس بُری طرح مسلط ہے کہ کوئی ممکن العمل سمجھوتہ قائم نہیں ہونے پاتا۔

یورپ کی دیکھا دیکھی بعض مشرقی ممالک میں بھی اس بت کی پرستش شروع ہو چلی ہے اور ان ممالک کے باشندوں نے بھی اپنے جدید استادوں کے فیضان صحبت اور فیضان تعلیم سے اپنے ملکی، سیاسی، معاشرتی، اور اقتصادی امور کو قوم پرستی کی ٹیڑھی عینک سے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ ایران، افغانستان اور ہندوستان میں آجکل ملکی اور غیر ملکی کی جو بحثیں چھڑنی شروع ہوئی ہیں وہ اسی نجس ناپاک، مفسدانہ، خود غرضانہ، تنگ خیالی پر مبنی، اور اسلامی تعلیمات و نیز اسلامی روایات کے خلاف جذبہ کا نتیجہ ہیں۔

اوپر تفصیل سے سمجھایا جا چکا ہے کہ ان تمام خرابیوں کی جڑ نفسانیت ہے۔ نفسانیت کا واحد موثر علاج للّٰہیت ہے۔ للّٰہیت مذہب سے پیدا ہوتی ہے۔ مذاہب دو اقسام کے دنیا میں رائج ہیں (۱) مذہب حقّہ۔ اور (۲) مذاہب باطلہ۔ مذہب حقّہ ایک ہے اور ایک ہی ہو سکتا ہے۔ مذاہب باطلہ متعدد ہیں۔ جو مذاہب کہ اپنے ابتدائی زمانہ میں سچے تھے مگر بعد میں مسخ ہو گئے وہ بھی بلحاظ اپنی موجودہ صورتوں کے مذاہب باطلہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ جو للّٰہیت کہ مذاہب باطلہ کی تعلیم سے پیدا ہوتی ہے ناقص ثابت ہوتی ہے بلکہ وہ للّٰہیت ہی نہیں ہوتی۔ وہ یا تو رہبانیت کی جانب لیجاتی ہے۔ یا مکروہات دنیا، مضرات جسمانی و روحانی، اور موانعات ترقی انسانی کے سیلاب کو روکنے کی کافی قوت نہیں رکھتی۔ جو للّٰہیت کہ سچے مذہب کی تعلیم کا نتیجہ ہے وہ دین اور دنیا دونوں کی فلاح کا باعث ہوتی ہے، روح اور جسم دونوں کو نفع پہونچاتی ہے، مبدا و معاد دونوں کے حقوق پوری طرح ادا کرتی ہے۔ یہی اس کی صداقت کی پہچان ہے۔

روح و جسم میں تعلق باہمی اتنا قوی ہے کہ عالم ناسوت میں دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں دونوں آپس میں ایک دوسرے سے متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ تندرست روح اس دنیا میں تندرست جسم

ناگتی ہے اور تندرست جسم ہمیشہ تندرست روح کا محتاج رہتا ہے۔ روح و جسم دونوں کے مجموعہ کا نام انسان ہے۔ اپنی ترقی کے لئے انسان ان دونوں اجزار کی ترقی کا محتاج ہے اسی طرح دنیا اور آخرت میں بھی بہت قوی تعلق ہے۔ ان دونوں میں سبب اور نتیجہ کی نسبت ہے اس عالم کی زندگی نتیجہ ہے اس عالم کی زندگی کا۔ وہ مذہب ناقص ہے جو روح کو تو آراستہ کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر جسم کی طرف سے غافل ہے اس عالم کی زندگی سنوارنے کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس دنیا کی زندگی کو بالکل نظر انداز کئے ہوئے ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مذہب کو سیاسیات سے الگ رکھو، تمدن و معاشرت کو مذہب سے جدا رہنے دو، امور دنیوی میں مذہب کو دخیل نہ ہونے دو وہ مذہب حقہ کی حقیقت سے واقف نہیں۔ وہ لوگ مذاہب باطلہ کی کمزوریوں اور خرابیوں سے ڈرے ہوئے ہیں اور ان کا یہ قول مذاہب باطلہ ہی پر صادق آتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مذاہب باطلہ نہ صرف دنیا کے لئے بلکہ عقبیٰ کے لئے بھی سخت خطرناک اور مہلک ہیں۔ ان مذاہب باطلہ سے لوگوں کی نفرت حقیقتاً مذہب حقہ کی جیت ہے۔

افسوس اس امر کا ہے مذاہب ناقصہ سے بھڑکے ہوئے اور زخم خوردہ لوگوں نے بلا دیکھے بھالے، بلا سوچے سمجھے، اور بلا معقول تحقیقات کے مذہب حقہ کو بھی مذاہب باطلہ پر قیاس کر لیا اور اپنی اس غلطی کی بدولت انہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے زیر اثر لوگوں کو اس نعمت سے محروم رکھا۔

ہمارے نزدیک اور اللہ کے نزدیک اور جملہ محققین اہل بصیرت کے نزدیک مذہب حقہ بس ایک ہی ہے اور ع

فاش می‌گویم و از گفتۂ خود دلشادم

کہ اس سچے مذہب کو اسلام کے متبرک نام سے موسوم کیا گیا ہے إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

یورپ کے موجودہ اور آئندہ مصائب کا باعث اسلام سے انحراف ہے۔ یورپ اپنی سلامتی کیلئے

اور آنے والی تباہی سے بچنے کے لیے اسلام ہی کا محتاج ہے۔ یورپ ہی پر کیا موقوف ہے۔ ساری دنیا اسی مذہب حق کی پیاسی ہے اور عجیب بات ہے کہ پیاسی ہونے کے باوجود اپنی پیاس سے بے خبر ہے۔ تشنگی کی تکلیف ہے تکلیف محسوس ہو رہی ہے مگر اسکا پتہ ابھی تک نہیں چلا کہ یہ تکلیف کس تشنگی کا نتیجہ ہے اور تشنگی کس چیز کی ہے اور وہ چیز کیونکر اور کہاں میسر آسکتی ہے۔ اجداد پرستی، حجاب ملک و قومیت، عادات و رسم و رواج کی بندشیں، جہالت، تعصب، ضد، ہٹ دھرمی، اور نفسانیت کے اسی نوع کے دیگر کرشمے حجاب نہیں اٹھنے دیتے اور دنیا کو اپنی تشنگی بجھانے کا موقعہ نہیں دیتے۔ ایسی حالت میں یورپ والوں کا فرض ہے کہ وہ اسلام کے متعلق اپنی لاعلمی کو دور کریں غلط فہمیوں کا ازالہ کریں، تعصب کو بالائے طاق رکھیں اور اس چشمہ الٰہی سے خود بھی سیراب ہوں اور محروم دنیا کو بھی سیراب ہونے دیں۔

متعصبین مغرب نے اسلام کو بہت بدنام کیا ہے۔ اسلام کے متعلق بہت کچھ غلط فہمیاں پھیلائی ہیں۔ مگر اسلام کے رخ زیبا پر خاک ڈالنے سے خاک نہیں پڑتی۔ اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ ماند نہیں پڑتا۔ ان لوگوں کی ان حرکات سے اسلام کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ وہ لوگ خود ہی نقصان میں رہتے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو نقصان میں رکھتے ہیں۔ یورپ بیچارہ انہی متعصبین کی غلط کاریوں کا شکار ہو رہا ہے۔ یورپ کی مصیبتوں اور تباہیوں کے ذمہ دار بڑی حد تک وہ متعصب پادری اور جاہل مصنفین بھی ہیں جو اسلام اور یورپ کے درمیان حجاب بنے ہوئے ہیں۔ ذرا انصاف سے دیکھو کہ اسلام کی چند باتوں پر نادانستہ طور پر اور بلا اعتراف یورپ نے عمل کیا اور بقدر اپنے عمل کے فائدہ اٹھایا۔ اسلام کے بیشتر اصولوں سے یورپ نے گریز کیا اور بقدر اس گریز کے وہ خمیازہ بھگت رہا ہے۔ اب اگر یورپ اپنے مستقبل کو درست کرنا چاہتا ہے اور جو آنے والی خرابیاں اسے خود کسی حد تک نظر آتی شروع ہو گئی ہیں، ان سے بچنے کا متمنی ہے تو اس کے لیے راستہ صاف ہے۔ اپنے بنائے ہوئے قوانین پر چلکر تو اس نے دیکھ لیا، اب ذرا خدا کے بنائے ہوئے قوانین پر بھی چلکر دیکھ لے۔ ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب نے اب بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا تو جو روز بد آنے والا ہے اس سے اللہ تعالیٰ ہی اپنی پناہ میں رکھے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔